سالن اور کھانے میں خود تھوکا تو پھر کیا بطورِ علاج پانی میں تھوک کر یا اُنگلی کے ذریعہ تھوڑی سی تھوک ڈال کر کسی مریض کو پلانا سنت ہے یا بدعت؟

جواب: برتن میں سانس لینا اس وقت منع ہے جب آدمی کوئی شے پی رہا ہو۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

«لا يتنفس أحدكم في الإناء إذا كان يشرب منه» (۱۵۵/۴)

''جب کوئی شخص پانی پی رہا ہو تو برتن میں سانس نہ لے۔''

جب کہ عام حالات میں پھونک مارنا منع نہیں جہاں تک نبیﷺ کا معاملہ ہے تو نبیﷺ کا کھانے وغیرہ میں لب مبارک ڈالنا آپ کا معجزہ بھی ہوسکتا ہے۔ عامۃ الناس کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ محدثین نے ایسے واقعات کو علاماتِ نبوت میں ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی اُنگلی کو مٹی اور تھوک لگا کر تکلیف دہ جگہ پر لگانا بھی سنت سے ثابت ہے۔ (متفق علیہ) جہاں تک تھوک کو پانی میں ڈال کر پلانے کا تعلق ہے تو یہ سنت سے ثابت نہیں، ہاں البتہ پھونک کے ساتھ معمولی سا اثر رطوبت کا ہو تو یہ لفظ نفث کی تعریف میں شامل ہے جو منع نہیں تفصیل کے ملاحظہ ہو عون المعبود: ۱۲/۴

البتہ آدمی کو دم کی صورت میں تھوکنے کا جواز ہے۔ سنن ابوداود میں ہے:

«ويتفل حتى برئ» (رقم: ۳۴۱۸)

''آپ اس کو تھتکارتے یہاں تک کہ وہ تندرست ہوگیا۔''

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے: «ويجمع بزاقه ويتفل» (رقم: ۵۷۲۶)

''آپ اپنی تھوک کو جمع کرتے اور اس کو تھتکارتے۔''

کونسے تعویذ شرک ہیں؟

سوال: سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: التمائم ما علق قبل نزول البلاء وما علق بعد نزول البلاء فليس بتميمة (بیہقی: ۳۵۰/۹ اور مستدرک حاکم: ۲۱۷/۴) تو کیا اس روایت سے قرآنی تعویذ لٹکانا ثابت ہوتا ہے یا ہر قسم کے تمائم شرک ہی ہیں:

قال ﷺ : «من علق تميمة فقد أشرك» (مسند احمد: ۱۵۶/۴)

© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ کا ارشاد ہے: جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''

جواب: حضرت عائشہؓ کے قول کے الفاظ یوں ہیں:

قالت عائشة ليس التميمة ما يعلق بعد نزول البلاء ولكن التميمة ما علق قبل نزول البلاء ليدفع به مقادير الله (شرح السنہ:۱۲/۱۵۸)

''تمیمہ وہ (منع) نہیں جس کو آزمائش نازل ہونے کے بعد لٹکایا جائے لیکن وہ تمیمہ (منع) ہے جس کو بلا لاحق ہونے سے قبل لٹکایا جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کی تقدیر کو ٹالے۔''

مطلب یہ ہے کہ تقدیر کے ورود سے قبل اس کے دفاع کی تدبیر کرنا عاقل کو لائق نہیں جبکہ ورودِ بلا کے بعد اس سے خلاصی کی تدبیر کرنا مشروع ہے، چاہے وہ تعویذ کے ذریعہ ہی ہو۔

تعویذ کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے: ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔ جبکہ دوسری جماعت تعویذات کے عدم جواز کی قائل ہے۔ حضرت عائشہؓ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہے جو تعویذوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ تعویذات سے مطلقاً پرہیز کیا جائے اور مذکورہ حدیث «من علق تميمة فقد أشرك» سے مراد جاہلی تمیمہ ہے جو خلاف شرع ہے اور اسکی تعریف یہ ہے کہ وهي خرزات كانت العرب تعلقها على أولادهم يتقون بها العين بزعمهم فأبطلها الشرع (شرح السنہ:۱۲/۱۵۸)

''یہ خرزات (گونگے سپیاں) ہیں جنہیں اہل عرب اپنے بچوں پر لٹکایا کرتے تھے اور اپنے زعم کے مطابق ان کو اس کے ذریعہ نظر بد سے بچاتے تھے۔ پس شرع نے اس کو باطل ٹھہرایا۔''

جس طرح کہ مسند احمد میں سببِ حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ پھر مجوزین کے پیش نظر یہ حدیث بھی تھی، اس کے باوجود وہ جواز کے قائل ہیں۔ اس سے بھی میرے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ تعویذ لکھنا شرک تو نہیں تاہم اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ واللہ اعلم

اس موضوع پر میری تفصیلی گفتگو الاعتصام میں چھپ چکی ہے اسکی طرف مراجعت بھی مفید ہے۔

'صحابہ اور اہل بیت کے باہمی تعلقات محبت' پر ایک مختصر کتاب ادارہ محدث نے شائع کی ہے جس میں ان کے آپس میں کلماتِ محبت، باہمی شادیاں اور رشتہ داریوں کے نقشے، ائمہ اہل سنت وائمہ اہل بیت کے کلماتِ توصیف واعتراف جمع کئے گئے ہیں۔ منافرت کے جذبات مٹانے اور اتحادِ امت کیلئے یہ کتاب انتہائی مفید ہے۔

قیمت ۴۰ روپے علاوہ ڈاک خرچ ❁ ادارۂ محدث سے بذریعہ ڈاک طلب کریں۔